

1/800.

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الملك المنان درین ایام سعادت اقدار ان پهلوانان و زینب
 بی پایان و معاونت تائید

برین پیمان مسووم



خواب بر روی مرزا رضا علی صاحب ادا امر الله الوهاب

بسم الله الرحمن الرحيم

سوال

معروف و مشہور اور کتب میں منقول و مسطور ہے کہ حضرت امام حسن علیہ السلام نے باوصفیکہ فرزند سید ابرار و معصوم حقدار تھے معاویہ ضال و باغی سو بیعت فرما کے رفع منازعہ کیا اس واقعہ بیعت پر بہت بڑا غلبان قلب میں اکثر شیعوں کے ہر امید کہ جواب شافی با بیان کافی مشروحاً ایسا نیز تحریر میں دلیل آوے کہ باعث شفاۓ علیل اور سبب رفع غلبان شیعہ و رفع قال قیل ہو

بسم اللہ الرحمن الرحیم
باسمہ سبحانہ والحمد
جواب باصواب اس سوال مشابہ سراب کا اولاً تو یہی ہے کہ کسی شیعہ کو خیال بیعت حقہ دینیہ کرنا طرف امام عادل و معصوم فرزند رسول کے ساتھ ایک ظالم فاسق و مجارب نفس رسول کے بدیہتہ سفسطہ محضہ و وسوسہ بختہ ہے اسلئے کہ بیعت حقہ لینے والا دین میں بجا نیوالا ہوتا ہے لغزش دین سے بیعت کنندہ کو اور خود بیعت کنندہ بیعت حقہ کرتا ہے واسطے بچنے اپنی کے لغزش دین میں پس بیان عاقل تو کجا کوئی سفیہ غافل بھی قائل و ناقل نہیں ہو سکتا ہر کہ احد الثقلین منصوص التطہیر والخلافہ بآیہ تطہیر و حدیث ثقلین مع دیگر احادیث رسول الثقلین کہ بلاشبہ مشک بری از لغزش دین ہے معاذ اللہ واسطے محفوظ رہنے

اپنی کے لغزش دین میں بیعت کرے گا ساتھ ایک فاسق کے جو مقصود الارادہ
والالحاد ہووے بسبب محاربہ نفس رسول رب عباد بنطریق حدیث حربک
و حربی کے لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم ہرگز کوئی شیعہ صاحب فہم اس
مقام میں غلیبان کو راہ دے نہیں سکتا جبکہ خود معاویہ نے محاربہ صریحہ نفس
رسول کہ عین محاربہ باخود رسول تھا اپنے تئیں خارج از اسلام اتفاق اہل ایمان
ظاہر کر کے ایک ذرہ بھی مشبہ بیعت حقہ اختیار یہ لینے کا کسی ادنیٰ مسلم سے واسطے
اپنے باقی نہ رکھا چہ جائیکہ اعدا الثقلین اپنے حاکم اور سردار جو ان اہل جنت سے گم رہے کہ
انہما راخذ بیعت سے ضلالت و ارتداد کو اپنی وہ دو آتشہ کرے اس واسطے کہ بیعت
حقہ اختیار یہ میں بیعت کنندہ کو بصیرت قلب اپنے تئیں محکوم محض اور بیعت گیر نہ کو
حاکم اپنا فی الدین والدنیا جاننا پڑتا ہے پس کجا وہ امام زمان صاحب معجزات ہر
کہ جسکے ساتھ بیعت حقہ حقیقہ اختیار یہ حسین ساسر دار جو ان الہیجان واقعہ
ہوے ہو اور کجا بیعت حقہ حقیقہ اختیار یہ کرنا وہ نہیں کا معاذ اللہ معاویہ باطنی غی
سردار اہل عار و نار سے ہرگز یہ اجتماع ضدین خلاف امامت کے امام بحق بین
مکن نہیں بلکہ محال ہے محال ہے محال عقلاً بسبب عصمت امام اصل اور فسخ
ارتدادی بدیہی طرف مقابل کے اور نقلاً بدینوجہ کہ حضرت امام حسن علیہ السلام
بسبب عدم اعوان کے عہد مصالحت میں جو واسطے رفع منازعہ باہمی کے مصالح
عدیدہ و حکم سدیدہ فرمایا ہے اول شرط یہ فرمائی حضرت نے ان کا لیسیمہ

امید المومنین یعنی میں تجھ کو اے معاویہ امیر المومنین نہ کہوں گا اے حاکم نہ جانوں
اور اوسنے اس نہ بلکہ قبول بھی کیا کما فی البحار پس اس شرط کے قبول کر لیتی
مصالحہ میں صاف عدم وقوع بیعت حقیقیہ مذکورہ ظاہر ہو گیا مگر ادھون نے اس
مصالحہ کو با قبول شرط مذکور اپنے محاورہ میں بیعت نام رکھ لیا برائے فریب
عوام کا لانعام اور برائے نام آوری خود بین الانام پس امام علیہ السلام نے
بسبب جاننے اس امر کے کہ یہ لوگ اس مصالحہ کو جو بسبب عدم اعوان
والنصار کے بین کرتا ہوں بیعت نام رکھ لینگے پس حضرت نے اول ہی ایسی
شرط اوس مصالحہ میں رکھ دی اور دشمن نے قبول ہی کر لی کہ جس سے شبہ
بیعت حقہ حقیقیہ کا شیعہ کم فہم پر بھی باقی نہ رہے چہ جا کہ ذکی و فطن پر اب
اگر کسی جگہ کلام امام میں بجائے مصالحہ کے لفظ بیعت آ جاوے تو کوئی
شیعہ دہو کہانہ کہا جاوے بلکہ جانے کہ حضرت نے یہ لفظ بیعت کی حسب
محاورہ و عقیدہ اون لوگوں کے فرمائی ہے اور مبادا اوس سے مصالحہ
با شرط مذکور ہے نہ بیعت دینیہ جس طرح خود خداوند قہار نے حسب محاورہ
و عقیدہ اصنام پرستان اصنام کو اون کے یہ لفظ آئمہ اپنے قول
فداغ الی الہتہ پر فرمایا ہے اور مبادا اوس سے نہ ہی اصنام ہیں
نہ خدا پس جو بیعت وجہ خلجان قلب شیعہ تھی اے بمعنی محکومیت دینیہ
وہ ہرگز واقع نہیں ہوئی اور جو واقع ہوئی وہ بیعت نہ تھی بلکہ وہ تھی بدعت

مصالحات اے باز رہنا منازعت سے بلا محکومیت اور اس مصالحت میں کوئی محل شبہ و شک کا امام میں نہیں ہے اسلئے کہ خود جناب رسالت آب صلی اللہ علیہ وآلہ نے مصالحہ کفار سے کیا ہے پس نہ وہ ان رسالت رسول برحق میں کوئی شبہ و شک ہی اور نہ بیان امامت امام بحق میں کوئی شک و شبہ ہے ان طرف مقابل امام البتہ تارک امام ہو کر مصداق حدیث متفق علیہ **مَنْ لَمْ يَعْرِفْ اِمَامًا زَمَانِهِ مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةٍ** کا بے تکلف صراحت ہو گیا خوب ہوا چشم مار و شن دل ماشاد فافہم و تشکر علی ارتفاع الشبهة والفساد من تأیید امام العصور و نصرة رب العباد اور ثانیاً یہ کہ ہر گاہ بدلائل عقلیہ و نقلیہ کتب مبسوطہ امامیہ میں مثل کتاب امامت بحار و تجرید و شرح تجرید وغیرہ کے ثابت و واضح ہو چکا ہے کہ ائمہ ہدے نظیر قرآن بہ سبب احد انقلین ہونے کے کہی کوئی فعل قبیح اگرچہ نظر عوام کا لانعام میں قبیح ہو دے ہرگز واقع نہیں کرتے ہیں بسبب عصمت مستقرہ و ثابتہ بایہ تطہیر و نیز بوجہ شرکت حکم حکیم مصلحت ان عظیم و قدیر کے اور علی الدوام وہی فعل ان سے واقع ہو کر تاہی جو واصل و حاصل ہوتا ہے انکو از جانب خدا اے عادل مثل جناب رسول کامل خواہ کوئی صاحب معرفت بوجہ مذکورہ ان حضرات ائمہ ہدے عظیم السلام کو امام اپنا جانے اور مانے کہ وہی ناجی ہو گا بہ سبب اقتال امر ذوالجلال کے اور خواہ امام نہ جانے اور نہ مانے اور شک کرے ادن کے

فعل پر مثل شک عمہ بر صلیح جناب رسول اطہر در حدیث پیس وہی غیر ناجی ہوگا
 بسبب عدم امتثال حکم قادر متعال کے مگر ائمہ ہدے بہر حال امام رہینگے کوئی
 مانے یا نہ مانے مگر شک پر رہنا اور نہ ماننا کا رشیعہ نہیں ہے ان فرض فعل ائم
 اللہ کے مثل فعل جناب رسول خدا و فعل خود خدا کے تعالیٰ خالی از قبح
 و لغو ہوتا ہی تھا اور مملو بمصالح و حکم ہوتا ہی یقیناً خواہ اس مصلحت پر کوئی
 مطلع ہو وے یا نہ ہوئے حاکم و امام اصل کا مطلع کرنا مصلحت فعل پر
 اپنے تابع و محکوم کو ہر مقام میں لازم و ضرور نہیں بلکہ بعض اوقات میں
 عدم اطلاع سے مصلحت فعل پر از جانب حاکم و امام اصل حال تابع و محکوم کا
 بخوبی منکشف ہوتا ہی کہ کون اس حاکم کو مصلحت دان بری از لغزش جانتا
 ہے اور کون بسبب اپنی سوظن کے اس فعل میں اسکو حاکم از جانب خدا
 مصلحت دان نہیں جانتا ہے پس ہر شیعہ کو کلیہ مذکورہ سابقہ سے علم یقین
 بلکہ یقین و حق یقین جاننا چاہئے کہ ہر فعل ان کا ضرور مشتمل او پر کسی مصلحت
 و خوبی کے ہوگا جز نا خواہ وہ مصلحت فعل اسکو معلوم ہو یا نہ ہو مگر استفسار کرنا
 مصلحت فعل امام کا امام سے اس میں کوئی قباحت نہیں ہے بلکہ باعث صفا
 و جلالت قلب مومن ہو قن ہے اور سبب ارتفاع شبہ و شک مومن غیر موقر
 ہے تا یہ منافق نہ ہونے پائے اور ورطہ ہلاکت میں نہ پڑنے پائے۔
 چنانچہ کتاب علل الشرائع میں منقول ہے ابو سعید سے کہ وہ کہتے ہیں عمر کی

خدمت جناب امام حسن بن علی بن ابیطالب علیہ السلام میں کہ یا بن رسول اللہ
آپ نے کیوں دواہنہ و مصالحہ کیا معاویہ سے حالانکہ تحقیق جانتا ہوں میں
کہ حق طرف آپ ہی کے ہے نہ طرف معاویہ کے اور میں خوب جانتا ہوں
کہ معاویہ ضال و باغی ہے پس فرمایا جناب امام حسن علیہ السلام نے یا ابوسعید
ایا میں نہیں ہوں حجۃ اللہ خلق اللہ پر اور امام حق تمام خلق پر بعد اپنے پدر بزرگوار
یعنی علی مع الحق والحق مع علی خما دار کے عرض کی میں نے آپ میں محبت خدا
اور امام خلق اللہ پر فرمایا حضرت نے آیا نہیں ہوں میں وہ امام کہ فرمایا ہے
جناب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واسطے میرے اور میرے بھائی کے
الحسن والحسین اما مان قاما و قعدا یعنی حسن اور حسین دونوں امام
ہیں ہر حال میں قائم بجا رہوں خواہ قاعد از جہاد ہوں بسبب کسی مصلحت تفسیر
حسب موقع و محل ابوسعید کہتے ہیں عرض کی میں نے بی ہر حال میں آپ دونوں بھائی
امام خلق میں بے شبہ فرمایا حضرت نے پس میں اس وقت امام ہوں اگر قیام
بجہاد کرتا اور میں امام ہوں ہر گاہ کہ قعود کیا میں جہاد سے اور مصالحہ کر کے
باز رکھا میں اپنے تئیں جہاد سے اسے ابوسعید علت مصالحہ میری ساتھ
معاویہ کے علت مصالحہ رسول اللہ ہے ساتھ بنی ضمرہ اور بنی اشجع اور
ساتھ اہل کہ کے جب آپس پہرے ہیں وہ حضرت حدیبیہ سے کہ وہ سب
لوگ کفار تھے بالتنزیل اسے بت پرست و غیر موحد تھے صراحتہ اور معاویہ

اور اصحاب اوسکے کہ جن۔ ے مئے مصالحہ کیا ہے وہ سب کافرین بالتاویل
 اسے ظاہرین اگرچہ کلمہ گوین مگر سبب لڑنے اور پھرے رہنے کے امام مہر
 و معصوم سے کافرین بالتاویل یا ابا سعید حبوقت کہ ہونین انجانب خدا تعالیٰ
 سے توہین واجب ہے اے نہیں ممکن ہے کہ منسوب لبغاہت کیجاوے
 راے میری اوس چیز میں کہ بجالاؤنیں مصالحہ ہو یا محاربہ اگرچہ وجہ حکمت میری
 فعل کے مشتبہ و ملتبس ہو اور وں پر آیا نہیں دیکھتا ہے تو خضر پیغمبر کو جب سواخ
 کیا سفینہ میں اور قتل کیا غلام کو اور درست کیا دیوار کو تو ناراض ہوے
 تھے موسیٰ علیہ السلام فعل خضر پر سبب مشتبہ و ملتبس ہونے وجہ حکمت کے
 موسیٰ علیہ السلام پر بھانٹک کہ خبر دی خضر نے موسیٰ علیہ السلام کو پس راضی
 ہوے موسیٰ اؤن کے فعل پر اسطرح مثل خضر پیغمبر کے میں ہوں کہ تم لوگ
 ناراض ہوے مجھ سے میرے اس فعل پر سبب جہل و نادانیت اپنی کے چ
 حکمت سے فعل میں میرے اے ابا سعید اگر نہ کر لیتا میں جو کچھ کے بجالا یا میں
 یعنی مصالحہ تو ہر آئینہ باقی رہتا شیعوں سے ہمارے روی زمین پر کوئی شخص
 مگر وہ قتل کیا جاتا تمام ہوا ترجمہ عبارت علل الشرائع کا اب لازم و واجب
 ہر مومن ضعیف العقیدہ پر کہ بعد استماع اس کلام بلاغت نظام امام علیہ السلام
 کے کہ ملک الکلام اور گویا عین کلام ملک عظام اور تقریر قادر منہام ہے اور
 بجد مکن قلب شیعہ خوش انجام ہے کوئی شیعہ تو اپنے دل عقیدت

منزل میں کسی طرح و سوسہ شیطانہ کو بہ نسبت معاملہ امام عالی مقام علیہ الاف
 السلام کے راہ نہ دی ورنہ پھر انجام بخیر ہونا بخیر ہے اس لئے کہ ارشاد امام
 علیہ السلام کی تفصیل یہ ہے کہ ہر گاہ خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 والہ وسلم مقام حدیبیہ میں کہ وہ حضرت عمرہ بجالانے کعبہ کو گئے تھے اور
 کفار قریش داخل ہونے سے کعبہ میں اور عمرہ بجالانے سے مانع ہوئے تھے
 باین حد کفار سے مصالحو مغلوبانہ فرما دین کہ اگر کوئی مسلمان اونکے طرف
 جاوے تو وہ گرفتار رکھیں اور نہ دین اور اگر کوئی کافر اوغین کا اس طرف
 آجاوے تو وہ گرفتار نہ رکھا جاوے بلکہ حوالہ کر دیا جاوے اور
 نیز بسم اللہ الرحمن الرحیم صلوات اللہ علیہ سے اور لفظ رسول اللہ نام نامیہ سے
 کے حسب مرضی کفار کو لیاوے چنانچہ اسی صریح متب تبیعہ میں اذہنت
 کیان صحیح بخاری تک میں ہے اور حضرت رسول اللہ ان سب امور کو قبول
 و بجالا کر اون کفار سے مصالحو فرما کے بغیر داخل ہونے کعبہ کے اور بدوین
 حج و عمرہ بجالانے کے مدینہ واپس تشریف لیا دین اور محاربہ و جہاد کفار
 نہ فرما دین در حالیکہ ہمراہ حضرت رسول کے لشکر جوار مع جناب حیدر کرار
 غیہ فرار علیہ صلوات اللہ الجبار تعدادی چار سواو پر ایک ہزار حاضر ہوئے
 مگر باینہم امور مصالحو رسول با کفار قریش نہ قادیح رسالت حضرت رسول
 ہوا نہ باعث شک و شبہہ کا کسی مسلم کے ہوا سواے ایک حضرت ہم کے

کہ الہتہ اوہون نے بے تحلف باغیظ تمام بر رسول انام اپنی زبان پہ یہ
 جاری کیا واللہ ماشکلت منذ اسلمت الا یومئذ جیسا کہ کتاب
 زاد المعاد فی ہدے غیر العباد وغیرہ میں کہ کتاب معتبر ہے اہلسنت کی
 موجود ہے پس بیان مصالحہ فرزند رسول با عدم انصار بھی معاویہ باغی
 سے نہ قادیح امامت امام ہوگا اور نہ باعث شبہ و شک کسی مسلم کے
 ہوگا مومن موقن کا کیا ذکر ہے بلکہ دونوں مقام میں رسول اور خلیفہ رسول
 کہ منیب و نائب دونوں معصوم ہیں بیک نفس صریح ایک حال ہر برحق
 ہونے میں جیسا کہ دونوں کی طرف مقابل کا ایک حال ہے باطل محض
 ہونے میں کمالا سئلۃ فیہ اور نیز جبکہ خود جناب رسول اللہ نے
 یہ جہاد سے مراد وہاں سے فاما وعدا ایسی دو لفظ فرمائی
 کہ ایک لفظ تو دال ہے جہاد بالتسیف پر اور اسی کو جناب رسول اللہ نے
 جہاد اصغر فرمایا ہے اور دوسری لفظ دال ہے قعود از جہاد پر اور وہ
 جہاد نفس اور جہاد مہر ہے اور اسی کو حضرت رسول اللہ نے جہاد اکبر
 فرمایا ہے پس حسب اشارہ فیصومہ و بلیغہ رسول اللہ سبط اکبر نے جہاد اکبر
 اور سبط اصغر نے جہاد اصغر فرما کے اپنے اپنے مرتبہ کے موافق شجاعت
 کاملہ کو ظاہر کر کے قول رسول کامل کی تصدیق کامل بالتحقیق فرمادی ان
 اشارات رسول کو سوائے فرزند ان رسول کے کون سمجھے اور باتھدی

قول رسول تاشی فعل رسول اور فعل نفس رسول بھی ہو گئی اسلئے کہ
 جناب رسول اللہ نے جہاد اصغر باکثرت لشکر ظفر پیکہ مثل جنگ احد وغیرہ
 اور جہاد اکبر مثل صلح حدیبیہ کے باکثرت نامر و یاد و واقع کیا تھا اور صلح
 نفس رسول نے بعد الرسول جہاد اکبر بسبب عدم احوان کے پیش
 برس فرمایا تھا اور باقی پانچ برس میں جہاد اصغر ناکثین و قاسطین و مارقین
 حسب ارشاد جناب سید المرسلین واقع کیا تھا پس جناب حسنین علیہما السلام
 میں سے فرزند اکبر نے بسبب عدم احوان و انصار کے تاشی اپنے جد و
 پدر کے جہاد اکبر میں کر کے معاویہ باغی سے مصالحہ فرمایا کہ بھی جہاد اکبر تھا
 اور فرزند اصغر نے باطلت انصار تاشی اپنے جد عالیو قار اور پدر نامدار کی
 جہاد اصغر میں کر کے ستر ہزار کے گروہ پر صحرائے بلاتین جہاد اصغر یعنی جہاد
 بالسیف تین روز کی بہوک و پیاس میں کنار فرات واقع فرما کے حق
 و باطل کو عیاناً جدا کر دیا اپنی کوئی نہیں کہہ سکتا کہ انہوں نے کیوں مصالحہ
 کیا اور انہوں نے کیوں محاربہ کیا اسلئے کہ فرزند اکبر کے حصہ میں مصالحہ
 جد و پدر آیا اور فرزند اصغر کے حصہ میں محاربہ جد و پدر آیا ہر ایک بہائی
 اپنا اپنا حصہ پایا اب تو کسی مومن کے قلب میں بعد ایسے عجیب قاطعہ ساطعہ کے
 سوائے تصدیق حجج اللہ کے چون و چرا کو انکے افعال میں کہ و سوسہ
 محض ہر راہ نہ ملی گی واللہ یهدی من یشاء الی صراط مستقیم

اور ثالثاً یہ ہے کہ حضرت امام حسن علیہ السلام نے واسطے دفع رہنے
 اسی شبہ کے جو شیعوں کو ترک جہاد پر بہ نسبت اپنے امام مضمون معین
 کے ہوا اور ابلک ہو رہا ہے پہلے ہی سامان جہاد اور ارادہ محاربہ
 بمعادویہ فرمایا تا کوئی شیعہ میری طرف بدظن نہونے پائے ترک جہاد
 و فعل مصالحہ پر اگر مجھ سے واقع ہو دے بعد بے سامانی جہاد کے اور وہ
 سامان جہاد یہ فرمایا کہ حضرت نے اول زمان امامت میں کئی ہزار اہل
 اتباع و تشیع کو کئی روز کی فہمائش میں آمادہ بجاد و معاویہ پر کر کے طرف
 سا باط مدائن کے بھیجا اور فرمایا کہ وہاں تم سب توقف کرنا تا آنکہ یزید
 وہاں پہنچوں چنانچہ کئی ہزار کالشکر اسی مقام پر گیا اور چند روز وہاں
 اون کو گزرے کہ جناب امام حسن علیہ السلام ہی اس مقام پر مسلح
 پہنچے اور شب کو وہاں آئے اور ان کے صبح کو حضرت نے ارادہ کیا
 کہ امتحان اپنے اصحاب کا قبل مقابلہ معاویہ کے فرمائیں تا دریافت
 ہو جاوے سب کو کہ ان لوگوں کا میری طاعت میں کیا حال ہے پس
 حکم فرمایا کہ نماز میں سب جمع ہوں پس جب وہ سب مجتمع ہوئے حضرت
 منبر پر تشریف لے گئے اور خطبہ قصیدہ میں بعد حمد و نعت کے فرمایا
 کہ میں کسی مسلم کے ساتھ نہ کہتا ہوں اور نہ ارادہ ہر ای کا ہے
 اور میں ناظر ہوں تم سب کا بہتر اس نظر سے کہ جو تم سب کو واسطے

اپنی نفسوں کے ہے پس نہ مخالفت کرنا تم سب میرے امر کے اور نہ رد
 قدح کرنا تم میری رائے پر راوی کہتا ہے کہ اس کلام خیریت انجام پر
 حضرت کے اس لشکر کا یہ حال ہوا کہ بعض نے بعض کو دیکھا اور کہا
 سب نے آپس میں کہہ دیتے ہو کیا ارادہ ہے؟ اس کلام پر سب
 کہا کہ ہلکو تو یہ منظر ہونا ہے کہ یہ حضرت مصالحہ کر لینگے معاویہ سے
 پس معاذ اللہ کہا سب نے کفر واللہ الرجھل بعد ا کے وہی سب
 حملہ آور ہوئے خیمہ پر امام حسن علیہ السلام کے اور سب نے لوٹ
 لیا خیمہ حضرت کا تا اینکه کہنچ لیا دوڑ کر مصلیٰ حضرت کا تحت قدم
 مبارک سے حضرت کے بعد اس کے حملہ کیا خود امام حسن علیہ السلام
 عبد الرحمن بن عبد اللہ ازدی بجیانے پس کہنچ لیا ردا حضرت کو
 گردن سے حضرت کے پس رہ گئے حضرت بغیر ردا کے بیٹھے ہوئے
 شمشیر جمایل کئے رہے پس حضرت گھوڑے پر سوار ہو کر تمام
 سابط پہنچے کہ جراح بن سنان نے بنی اسد میں سے دوڑ کر
 لگام پر ہاتھ ڈال دیا اور ایک لفظ بیہودہ کہہ کر حضرت کی زین
 خنجر مارا کہ تا استخوان پہنچا پس حضرت اس کی گردن میں پٹ گڑ
 اور دونوں زمین پر گر پڑے پس عبد اللہ بن حنظل طای نے خنجر کو
 اس کے ہاتھ سے لیکر اسیکے ہٹ میں مارا اور ایک بزرگوار نے

ناک کو اوسکی کاٹ لیا کہ وہ شقی جہنم داخل ہوا اور دوسرا شخص
 رفیق اوسکا بھی قتل کیا گیا اور امام حسن علیہ السلام کو ایک سربرہر
 اوثاکر مدائن لے گئے اور وہاں علاج زخم کا شروع ہوا اور
 ایک جماعت نے رواسائے قبائل سے طرف معاویہ کے مخفی لکھ
 بیسھا کہ ہم تیرے مطیع ہیں اگرچہ ہمراہ ان کے ہیں اور تو ہماری طرف
 چلا آ کہ ہم ضامن ہوتے ہیں کہ جب تو یہاں پھونچے گا تو ہم سب ملکر
 امام حسن علیہ السلام کو گرفتار کر کے تیرے حوالہ کر دیں گے اور
 مدائن میں حضرت اوسی حال علاج زخم میں تھے اور حضرت نہایت
 اوس زخم ران سے بچیں اور درد ناک تھے کہ زید بن وہب
 جہنی نے حاضر خدمت اقدس ہو کر عرض کی یا بن رسول اللہ اب
 رائے آپکی کیا ہے اسلئے کہ مردم تحیر میں پس فرمایا حضرت نے واللہ
 معویہ واسطے میرے بہتر ہے ان لوگوں سے جو گمان کر رہے ہیں
 کہ ہم شیعہ ہیں یہی درپے ہو گئے میرے قتل کے اور لوٹ لیا
 اسباب مسافرت میرا اور چہین لیا مال میرا واللہ اگر میں عہد لون
 معاویہ سے یعنی مصالحہ کر لون کہ جس سے میری اور میرے اہل کی
 جان کو امان ملجاوے تو یہ امر بہتر ہے اس سے اے زید کہ یہاں
 لوگ خود جملو قتل کریں اور ضائع و برباد ہوں اہلیت میرے اور

اہل میرے واسطہ اگر مقاتلہ کرتا میں معویہ سے تو ہر آئینہ بھی سب لوگ
میرے لشکر کے خود گردن میری پکڑتے اور مجھے حوالہ معاویہ کے
کر دیتے زندہ و سالم پس واسطہ سالہ وصالہ کر لیا میرا در حالیکہ
میں عزیز ہوں بہتر ہے اس سے کہ معویہ مجھ کو قتل کرے حالت اخیر میں
یاسنت رکھے پھیر اور رہا کر دے مجھ کو تو ایک سبکی و بہت رہجائیگی
بنی ہاشم میں تا آخر دہر اور معویہ مع اولاد کے ہمیشہ احسان اپنا
جتنا ایسا سبب رہا کرنے کے چارے زندہ و مردہ پر آب میں
کہتا ہوں کہ جس امام کا اکثر لشکر باغیہ قبل مقابلہ کے مغرب
نکلے کہ خود ہی بظنہ صلح اپنے امام کے قتل کرنے کا ارادہ حتا
کرے اور نوبت خجما رہنے کی بھی آجاوے تو وہ امام ہے
ناصر و یاد و اپنے دشمن سے کس طرح محاربہ کر سکتا تھا بجز مصافحہ
کے اسی انبیدون لشکر کشی کے حضرت نے مصالحت نہین کیا کہ یہی سب
مدعیان تشیع کہتے کہ یہ کیسے امام ہیں کہ ہم ہزاروں شیعہ جان
نثار سر بکف موجود تھے نصرت کو اور ہم سے نصرت نہ لی اور صلح
کر لی تو حضرت نے پہلے اوہنین موجودین کو اوہنین کے ہاتھ
اور زبان سے معہ دین دکھا دیا تب بعد ختم حجت و ظہور و جہاد
کے حضرت امام حسن علیہ السلام نے چار و ناچار ترک محاربہ کر کے

فہرست اصحاب شیعہ لوگوں کو اسطے طبع کیا گیا ہے

معالمه فرمایا کہ یہی اصل و ارجح بلکہ واجب تھا حضرت پر
 کمالاً یغنی علی ادلی الالباب و لتختتم الجواب حامداً
 و شاکراً اللهم الصواب قد تبین الرشید من الغی بفضل
 القادر المحي قد وقع الفراغ من تسويد هذه الرسالة المسماة
 بعین حق نما فی السابغ والعشرون یوم الجمعة من رمضان
 المبارک سنہ ۱۰۳۰ ہجری
 قطعاً فی تاریخ ۱۰/ ۱۰/ ۱۰۳۰

فَضْلُ خَالِقِ كَامِلِ رِسَالَةِ چُونِ مِثْبُوتِ

کہ تحریریں بے عالم ہمیشہ شافی و کاغذی

سروش غیب بحر سال بحری گفت آذره

عین حق نامہ نگار کا مشن ہے

نام کتب و اسناد و نسخ خطی مطبوعه و غیره، به عیاد علی قزوینی، ۱۳۲۲ هـ، خزان مطابق، ۱۳۲۳ هـ،

